Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ٦ | ۲۰ فتح ۱۳۳۲ ہش ۲۰ دسمبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۸

ملک فیروز خان نون وزیر اعلیٰ پنجاب کراچی آرہے ہیں

لاہور ۱۹ دسمبر۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ملک فیروز خان نون آج بذریعہ ٹرین کراچی روانہ ہوگئے۔ آپ کراچی میں پانچ روز قیام رہے گا۔ آپ پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہونے کے علاوہ پنجاب کے بعض مسائل پر مرکز سے مشورہ بھی کریں گے۔

سلسلہ احمدیہ کی خبریں

ربوہ ۱۶ دسمبر (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

ایٹمی ہتھیاروں کو پرامن مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی امریکی تجویز پر ماسکو میں غور کیا جارہا ہے

روسی لیڈر امریکی نمائندوں سے نجی طور پر تبادلہ خیال کر رہے ہیں

پیرس ۱۹ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ ماسکو میں روسی راہنماؤں نے نجی طور پر صدر آئزن ہاور کی اس تقریر پر امریکی نمائندوں سے تبادلہ خیالات کرنا شروع کردیا ہے۔ جس میں انہوں نے ایٹمی ہتھیاروں کو مشترکہ طور پر پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ آج فرانس کے ایک اخبار نے اپنے نامہ نگار خصوصی کے حوالہ سے یہ اطلاع شائع کی ہے۔ اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ روس اس تجویز کی تفصیلات امریکی سفارت خانہ سے حاصل کررہا ہے۔ تاکہ اس پر غور کیا جاسکے۔

یاد رہے کہ صدر آئزن ہاور نے حال ہی میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اختتامی اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ایٹمی ہتھیاروں کو پرامن مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ اور مغربی ممالک نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا تھا پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے بھی اسے جرأت مندانہ اور تعمیری تجویز قرار دیتے ہوئے دنیا کے تمام ممالک سے یہ اپیل کی تھی کہ وہ اسے منظور کرلیں۔

روس اور انڈونیشیا کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام پر خط و کتابت

جاکرتا ۱۹ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ انڈونیشیا نے روس کو ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ یہ مراسلہ اقوام متحدہ میں روس کے نمائندہ مسٹر وشنسکی کے ایک خط کے جواب میں بھیجا گیا تھا جس میں خوشی کا اظہار کرتے ہوئے انڈونیشیا کی حکومت کو جواب لکھا، کہ وہ اسے روس کے وزیر خارجہ ایم مولوٹوف کے پاس بھیج رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر روس سفارتی تعلقات کے قیام پر راضی ہوگیا۔ تو انڈونیشی سفارت خانے کا عملہ اس مہینے کے آخر میں ہی ماسکو پہنچ جائے گا۔

یورینیم کے ذخیرے

ملبورن ۱۹ دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مغربی آسٹریلیا میں یورینیم کے بعض ذخیروں کا پتہ چلا ہے۔

برطانیہ کے ساتھ مصر مذاکرات منقطع کرنے کیلئے تیار نہیں ہے

برطانوی دارالعوام میں وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن کی تقریر

لنڈن ۱۹ دسمبر۔ جمعرات کو برطانوی پارلیمنٹ میں خارجہ پالیسی کا جواب دیتے ہوئے وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن نے اعلان کیا کہ "ہم مصر کے ساتھ مذاکرات منقطع کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں موجودہ حالات میں ہم سمجھتے ہیں۔ کہ ان مذاکرات کا جاری رہنا ازبس ضروری ہے۔ انہوں نے کہا فی الحال ہماری کوشش یہ ہے کہ سمجھوتے کے امکانات معلوم کئے جائیں۔ اگر ہم سمجھوتہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تو اس کے نتائج سے ایوان کو مطلع کردیا جائے گا۔ اور ممبران پارلیمنٹ ان نتائج پر دل کھول کر بحث کرسکیں گے ہماری تمام جدوجہد کا ماحصل یہ ہے کہ ایسے معاہدے کے لئے راہ ہموار ہوجائے۔ کہ جو ۱۹۳٦ء کے معاہدے کی جگہ لے سکے۔ کیونکہ یہ معاہدہ ۱۹۵۳ء میں ختم ہو رہا ہے۔ مسٹر ایڈن نے کہا ابھی دو امور کا فیصلہ ہونا باقی ہے۔ ان میں سے ایک تو ضرورت پڑنے پر علاقہ سویز میں فوجوں کی واپسی سے متعلق ہے۔ اور دوسرے کا تعلق اس بات سے ہے کہ انخلائے افواج کے بعد برطانیہ کے جو فوجی ماہر وہاں مقیم رہیں گے۔ آیا وہ فوجی وردی پہن سکیں گے یا نہیں۔ یہ دونوں امور نہایت اہم ہیں۔ اور ہم نے ان دونوں کے بارے میں اپنی پوزیشن اور اپنا موقف اچھی طرح واضح کردیا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ان امور کے متعلق سمجھوتہ نہ ہوسکے۔ لیکن اگر ایسا ہوا تو یہ دونوں ملکوں کے لئے بہت ہی برا ہوگا۔ اور اسی طرح مشرق وسطیٰ کے امن کے لئے بھی اگر سمجھوتہ نہ ہوسکا تو ایک نئی صورت حال پیدا ہوجائے گی۔ اور ہمیں اپنی ضروریات اپنے مفاد اور اپنی ذمہ داریوں کے پیش نظر اس تمام معاملے کو ازسر نو زیر غور لانا ہوگا۔ مسٹر ایڈن نے کہا میں ایوان کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اگر ایسی صورت پیدا ہوئی۔ تو ہم استقلال اور جوانمردی سے اس کا مقابلہ کریں گے۔ تاہم سردست ہماری پالیسی یہ ہے کہ سمجھوتے کے امکانات معلوم کئے جائیں۔ ہماری تمام تر مساعی کا ماحصل یہ ہے۔ جو میں نے ایوان کے سامنے بلاکم و کاست بیان کردیا ہے۔

مصری سفیر مقیم برطانیہ کا عزم قاہرہ

لنڈن ۱۸ دسمبر۔ مصری سفیر مقیم برطانیہ ہوائی جہاز کے ذریعہ قاہرہ روانہ ہوگئے ہیں۔ وہ وہاں سویز کی تازہ صورت حال کے متعلق حکومت مصر سے مشورہ کریں گے۔ اس ماہ کے آغاز میں انہوں نے اس موضوع پر برطانیہ کے وزیر مملکت مسٹر سلوین لائیڈ سے بھی تبادلہ خیالات کیا تھا۔

عوامی لیگ اور کرشک پارٹی کا انتخابی منشور

ڈھاکہ ۱۹ دسمبر۔ مشرقی بنگال کی عوامی لیگ اور کرشک پارٹی نے انتخابات میں متحدہ محاذ قائم کرتے ہوئے ۲۱ نکات پر مشتمل ایک منشور شائع کیا ہے۔ اس میں وعدہ کیا گیا ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں برسر اقتدار آنے کی صورت میں زمینداری کو ختم کردیں گی اور بنگلہ کو پاکستان کی سرکاری زبان بنانے کی کوشش کریں گی۔

جدوجہد آزادی میں شرکت کا شوق

ایک بوڑھے مصری کی پیشکش

قاہرہ ۱۹ دسمبر۔ مصر میں ایک نہایت بوڑھے شخص نے نیشنل گارڈز میں بھرتی ہونے کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ اس کا نام ابو محمد علی الوزیب ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ۱۵۰ سال کا ہے۔ اس نے بھرتی کے افسروں سے کہا۔ میں اپنے ملک کو برطانوی فوجوں کے اقتدار سے نجات دلانے کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہتا ہوں۔ اس لئے مجھے بھی بھرتی کرلیا جائے۔ لبریشن رجمنٹ کے ہیڈ کوارٹر میں اسے اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل میجر ابراہیم الطحاوی اور میجر احمد عبداللہ تیما کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے انہیں بتایا کہ وہ اپنے گاؤں اشلیما سے جو زیریں مصر کے صوبہ بابرہ میں واقع ہے۔ پیدل چل کر یہاں پہنچا ہے۔ لبریشن رجمنٹ کے حکام نے اسے سماجی امور کی وزارت کے پاس بھیج دیا۔ تاکہ اس کے گذارے کے لئے کوئی پنشن مقرر کردی جائے۔

برطانیہ کے دس ممبران پارلیمنٹ کو مصر آنے کی دعوت

ایک ممبر نے دعوت مسترد کردی

لنڈن ۱۹ دسمبر۔ لنڈن کے مصری سفارت خانہ نے برطانیہ کے دس ممبران پارلیمنٹ کو سرکاری مہمان کے طور پر آئندہ ماہ مصر آنے کی دعوت دی ہے۔ یہ لوگ ۱۰ جنوری کو بذریعہ ہوائی جہاز قاہرہ روانہ ہوجائیں گے۔ اور قریباً ایک ہفتہ وہاں قیام کریں گے۔ ان میں سے پانچ ممبر کنزرویٹو پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پانچ لیبر پارٹی سے۔ برطانیہ کے دفتر خارجہ نے ان کے دورے کی منظوری دیدی ہے۔ بعد کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ کنزرویٹو ممبر سر رابرٹ بوتھ بائی نے حکومت مصر کی یہ دعوت نامنظور کردی ہے۔ اور مصری ناظم الامور مقیم لنڈن کو مطلع کیا ہے۔ کہ وہ خود اپنے خرچ پر پرائیویٹ حیثیت سے قاہرہ جائیں گے۔

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا

روزنامہ المصلح کراچی
مورخہ ۲۰ فتح ۱۳۳۲ ہش

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں کثرت سے شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جو تحریک فرمائی ہے۔ اور انتظام کے متعلق جو حضور نے ہدایات دی ہیں المصلح کے پڑھنے والے احباب اور نیز ان احباب کو بھی معلوم ہو چکی ہیں۔ جنہوں نے گزشتہ جمعہ کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ سنا ہے۔

ہم نے پرسوں اپنے اداریہ میں لکھا تھا کہ جلسہ میں شمولیت کے جو فوائد ہیں ان میں سے اگر صرف اجتماعی نمازوں کے حصول برکات کے مواقع کو ہی دیکھا جائے۔ تو ہم کو سب کام چھوڑ کر جلسہ میں آنا چاہیئے۔ ان غیر معمولی باجماعت نمازوں کے علاوہ اجتماعی دعائیں ہیں پھر ایسی مقدس سر زمین میں نوافل اور تہجد کی جو شان بڑھ جاتی ہے۔ اس کا لطف وہی لوگ جانتے ہیں جو قرب الٰہی کے طالب ہیں۔ پھر وہ عظیم الشان تقریریں ہیں جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ انشاء اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ اور دراصل جن کے سننے کے لئے نہ صرف جماعت کے احباب مضطرب رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر غیر از جماعت دوست بھی شوق سے تشریف لاتے ہیں۔ پھر علمائے سلسلہ کی والہانہ اور پر از معلومات وہ تقاریر ہیں۔ جو خاص طور پر سالانہ جلسہ کے لئے احباب کی ضیافت سمع کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ملاقات کا شرف ہے۔ یہ تمام باتیں اور اسی قسم کی بیسیوں اور باتیں ہیں۔ جو نہ صرف ہمارے ازدیاد ایمان کا باعث ہوتی ہیں بلکہ ہمارے تقوے کی تقویت کا بھی باعث ہیں۔ مگر ان برکات کا حصول جو جلسہ سالانہ کے ساتھ وابستہ ہیں اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا ہے۔ ہم اسکو پیش نظر رکھیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"جب تم جلسہ سالانہ پر آؤ تو اپنا سارا وقت دین کے لئے خرچ کرو۔ اور جو دوست تمہارے ساتھ جلسہ پر آئیں۔ ان کی بھی نگرانی کرو کہ وہ اپنا وقت دینی کاموں میں لگائیں۔ تا تم خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کر سکو۔ شریعت نے اعتکاف کی عبادت بھی رکھی ہے۔ یہ اعتکاف کیوں رکھا ہے اس کی حکمت یہی ہے کہ جب انسان اپنے ارادہ کو کلی طور پر خدا تعالےٰ کی طرف منتقل کر دیتا ہے تو خدا تعالےٰ کے فضل اس پر نازل ہونے لگ جاتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنے دنیوی کاموں سے منہ موڑ کر خدا تعالےٰ کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتا ہے۔ اور دن رات وہیں رہتا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کر لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف بیٹھے۔ اور سارا دن باہر پھرتا رہے۔ تو تم جانتے ہو۔ کہ اس کا اعتکاف اعتکاف نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک لڑکا اگر سکول جاتا ہے۔ لیکن وہ اکثر وقت باہر پھرتا رہتا ہے۔ کلاس میں نہیں جاتا تو تم جانتے ہو۔ کہ اسے سکول کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ یہی حال جلسہ سالانہ کا ہے۔ جو شخص جلسہ کے لئے ربوہ آتا ہے۔ اور پھر اپنے سارے وقت کو دینی کاموں میں نہیں لگاتا۔ اسے جلسہ کا فائدہ کم ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل بھی اسی نسبت سے اسے کم ملتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنا وقت خدا تعالےٰ کی راہ میں لگائے تو چاہے اسے کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے خدا تعالےٰ کے فرشتے تو جانتے ہیں کہ وہ سارا وقت خدا تعالےٰ کی راہ میں بیٹھا رہا۔ اور یہ بھی ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ اس سے کسی شخص کا خانہ خالی نہیں رہ سکتا۔ چاہے وہ ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں لکھا جائے گا۔ کہ وہ ساری خاطر بیٹھا رہا۔ جب انسان ارادہ کر کے بیٹھ جاتا ہے۔ تو چاہے وہ کوئی زبان بولتا ہو۔ اور کسی ملک میں رہتا ہو۔ اس کے نام پر یہ لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی خاطر بیٹھا رہا۔ اور اس نے اتنا وقت خدا تعالےٰ کی خدمت میں گزارا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو عبد اللہ کہا گیا ہے۔ اس میں یہی حکمت ہے۔ کہ آپ نے اپنی ساری زندگی خدا تعالےٰ کی راہ میں لگا دی تھی۔ باقی لوگ تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے عبد اللہ بنتے ہیں۔ کچھ بلوغت سے وفات تک کے عرصہ کے لئے عبد اللہ ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ جو دن کے کچھ حصوں میں عبد اللہ ہوتے ہیں۔ اور باقی حصوں میں عبد الدنیا یا عبد الدینار ہوتے ہیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں۔ جو عبد اللہ کم ہوتے ہیں۔ اور عبد الدنیا اور عبد الدینار زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل ترین عبد اللہ تھے۔ جن کی زندگی کی ایک ایک ساعت خدا تعالےٰ کی رضا مندی میں گزری اور یہ وہ مقام ہے۔ کہ جس میں نہ کوئی پہلے آپ کا شریک ہوا۔ اور نہ آئندہ شریک ہو سکتا ہے۔ بہرحال اس پیچیدہ زندگی میں تین دن عبد اللہ بننے کی کوشش کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔ دوسرے دنوں میں رات دن دوسری طرف کھینچنے والی چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن جلسہ کے دنوں میں صرف دین کی طرف کھینچنے والی چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ لاہور اور کراچی میں تو یہ حال ہے۔ کہ انسان دین کی طرف کوشش کر کے جاتا ہے۔ دنیا کی طرف کھینچنے والے موجبات زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن جلسہ کے دنوں میں دنیا کی طرف کھینچنے والی چیزیں نہیں ہوتیں۔ ساری کشش دین کی طرف ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص ان دنوں میں بھی دنیا کی طرف جاتا ہے۔ تو وہ رستہ کاٹ کر جاتا ہے۔ اور یہ کتنی بد قسمتی کی بات ہے۔ کہ کسی کو تین دن عبد اللہ بننے کے لئے ملیں۔ اور ان کو بھی وہ ضائع کر دے۔"

(اخبار المصلح مورخہ ۱۶ فتح ۱۳۳۲ ہش / ۱۶ دسمبر ۱۹۵۳ء صفحہ ۳)

پھر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس خطبہ میں انتظام کے متعلق بھی ہدایات فرمائی ہیں۔ یہ ہدایات زیادہ تر ان منتظمین کے لئے ہیں۔ جو جلسہ کا مرکز کی طرف سے انتظام کرتے ہیں۔ بے شک جلسہ کے انتظام کی خوبی کا زیادہ تر انحصار منتظمین کے حسن انتظام پر موقوف ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حسن انتظام کے لئے جو ایک دو اہم باتیں ہیں اس کی طرف منتظمین کو توجہ دلائی ہے۔ مگر حسن انتظام کے ساتھ مہمانوں کی توجہ کا بھی بہت بڑا تعلق ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مہمانوں کی بے پرواہی اور غلطیوں کی وجہ سے تمام کا تمام پروگرام غت ربود ہو جاتا ہے۔ اس لئے جلسہ پر آنے والے احباب کو چاہیئے کہ وہ موقعہ و محل کے لحاظ سے منتظمین کے ممد و معاون بنیں۔ نہ کہ ان کے راستہ میں روکاوٹیں ڈالیں۔ اور حسن کلام اور حسن سلوک تو ایسی چیزیں ہیں۔ جن پر احمدیوں کو ناز ہونا چاہیئے۔

اس لحاظ سے جلسے پر آنے والے احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ ذرا ذرا سی بات پر اور کسی منتظم کی ذرا سی کوتاہی پر چیں بجبیں نہ ہوں اور یہ خیال کریں۔ کہ یہ لوگ جو فی سبیل اللہ ان کی خدمت پر خوشی سے تعینات ہیں وہ بھی انسان ہیں۔ اور کام کی زیادتی کی وجہ سے اگر ان سے کوئی چوک ہوتی ہے۔ تو وہ قدرتی ہے نہ کہ عمداً۔

پھر منتظمین کے سلیقے اور مہمانوں کے حسن اعتماد کے علاوہ انتظام کے لئے جس چیز کی سب سے بڑی ضرورت ہے وہ روپیہ ہے۔ اگر جلسہ کے انتظامات کے لئے روپیہ کافی ہوگا تو ظاہر ہے کہ سہولتیں بھی کافی ہوں گی۔ ورنہ کفایت شعاری کے بھی حدود ہیں یہ درست ہے کہ ساری جماعت کو خاصکر قومی کاموں میں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری برتنی چاہیئے۔ مگر جہاں کام ہی سر سے آکر رک جائے۔ تو اسکو ہم کفایت شعاری نہیں کہہ سکتے۔ کھانے پینے کی اشیاء کے علاوہ جلسہ میں اور بھی کئی قسم کے اخراجات ہوتے ہیں۔ اور ان سب کے پیش نظر جو کم سے کم خرچ کا اندازہ ہے۔ وہ تقریباً ستر ہزار روپیہ ہے۔ مگر یہ بات کتنی افسوسناک ہے۔ کہ ماہ نومبر کے آخر تک چندہ جلسہ سالانہ کی جو رقم وصول ہوئی ہے وہ صرف ۱۸۵۲۷ روپے ہے۔ گویا ایک تہائی سے بھی کم ہے۔ ذرا سوچنا چاہیئے کہ اتنی بڑی کمی کس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ چند سو یا ایک آدھ ہزار کی بات ہوتی تو خیر تھی۔ مگر یہ سے تو قریباً ۵۲ ہزار روپے کی کمی پوری کرنا سوائے اس کے ممکن نہیں کہ قرض لیا جائے۔ مگر پھر سوال ہوگا کہ یہ قرض کہاں سے لیا جائے اور کہاں سے ادا کیا جائے؟

ہمیں اس کی زیادہ تشریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ احباب خود سمجھ سکتے ہیں اس لئے ہم ان سے صرف یہی درخواست کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اپنا چندہ فوری طور پر ادا کر دیں۔ اگر کوئی امر مانع ہو کہ وہ جلسہ پر آنے سے پہلے ادا نہ کر سکتے ہوں تو جو احباب جلسہ پر آئیں۔ انہیں چاہیئے کہ یہ رقم بھی پہنچکر فوراً ادا کر دیں۔ اور جو کسی وجہ سے نہ آ سکیں۔ وہ اپنی انجمن کے سیکرٹری مال کو آنے سے پہلے ادا کر دیں۔ اگر ہم جلسہ پر آ جاتے ہیں۔ اور چندہ جلسہ ادا نہیں کرتے۔ تو ہمیں کسی چیز کا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب ہمارے دل میں ہر وقت یہ خیال رہے گا۔ کہ ہم نے چندہ جلسہ ادا نہیں کیا تو ان برکات سے کس طرح مستفید ہو سکتے ہیں۔ جو جلسہ سالانہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

باری تعالیٰ و احباب جماعت کا شکریہ اور درخواست دعاء

(از مکرم و محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رتن باغ لاہور)

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار ❊ اے میرے پیارے میرے محسن میرے پروردگار
کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس ❊ وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار
میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف ❊ پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانہ میں جو دعا کا حربہ ہمیں دیا ہے۔ اور اس کے معجزانہ تاثرات کا مشاہدہ کرا کے ہم میں اللہ تعالیٰ کا قرب اور انابت الی اللہ پیدا کر دی ہے۔ اور ہم کو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ کہ ہم فاعبد ربک حتی یاتیک الیقین کا نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اس احسان کے بدلہ میں جس قدر بھی آپ پر سلام اور صلوٰۃ ہم بھیجیں وہ کم ہیں۔ اللھم صل علیٰ سیدنا و حبیبک محمد و احمد و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم انک حمید مجید۔

مجھے آٹھ فروری ۱۹۵۳ء میں کارونی تھمبوسس کا اس قدر شدید حملہ ہوتا ہے۔ کہ لاہور کے ایک مشہور و معروف ڈاکٹر جب دوسرے دن مجھے دیکھ کر کمرے سے نکلتے ہیں۔ Miracle Miracle کہتے ہوئے نکلتے ہیں۔ ان کو شاید وہم و گمان بھی نہ تھا۔ یہ رات میں زندہ کاٹ سکوں گا۔ ایک اور ڈاکٹر جو کہ خون وغیرہ کا ٹسٹ لیا کرتے تھے جب انہوں نے میری حالت کو بحال ہوتے دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ کہ میں آپ کے لئے دعا کی تحریک بورڈ پر پڑھا کرتا تھا۔ تو مجھے بڑی خوشی ہوا کرتی تھی۔ کیونکہ میری طبیعت بھی دعاؤں کی طرف راغب ہے۔ دراصل انہوں نے دیکھا۔ کہ جو بات تدبیر سے نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ حی و قیوم خدا کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب جو کہ چار سال تک میرے Attending Physician رہے ہیں۔ میرے کافی اچھا ہونے پر کہنے لگے۔ ہم ڈاکٹر آپس میں یہ مشورہ کر رہے ہیں۔ کہ آپ کے کیس کو ہسپتال میں بطور ریکارڈ کے رکھا جائے۔ کہ اس قدر خطرناک کارونی تھمبوسس کے کیس بھی اچھے ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد یوسف صاحب جن کا ایک لمبا عرصہ میں زیر علاج رہا ہوں۔ اب بھی وقتاً فوقتاً میرے علاج میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ ۲½ سال تک میری زندگی سے کلی طور پر مایوس رہے۔ اب چند دن ہوئے کہ میں نے اپنی بساط سے ذرا زیادہ چل لیا۔ اور مجھے کچھ قلبی تکلیف ہو گئی۔ مجھے ڈاکٹر صاحب موصوف کو بلانا پڑا۔ تو انہوں نے پہلی دفعہ مجھے یقین دلایا۔ کہ میری حالت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ اور فرمایا کہ طبیعت کے درست ہونے پر چلنے پھرنے کی مشق کو جاری رکھنا چاہیئے۔ چونکہ میری حالت سے وہ شروع سے آگاہ تھے۔ میری بیماری کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے ابھی تک انہوں نے کبھی میری حوصلہ افزائی نہیں فرمائی تھی۔ مبادا میں کوئی ایسی بے احتیاطی کر بیٹھوں۔ جس کا مجھے خمیازہ بھگتنا پڑے۔ اسی لئے مجھے میری حالت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے بہت محتاط ہی رکھنا چاہتے تھے۔ الغرض میری اس تمہید سے یہ مراد ہے۔ کہ اس بیماری سے رہائی محض اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کا نتیجہ ہے۔ میں آج سے ۵ سال قبل ختم ہو گیا ہوتا۔ لیکن میرے بزرگوں۔ میرے عزیزوں اور میرے پیارے مخلص دوستوں اور پھر اس برادری کے افراد نے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کہہ کر ہمیں ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے۔ یہ ان لوگوں کی نیم شبی دعاؤں کا ہی ثمرہ ہے کہ میں آپ لوگوں میں چلتا پھرتا نظر آتا ہوں۔ اسی اللہ تعالیٰ کے پیاروں نے خدا سے جو کہ حی و قیوم سمیع و علیم مطلق ہے مجھے اس سے مانگ کر ہی دم لیا۔ ایک مخلصہ بہن نے میری بیوی کو لکھا۔ کہ جب انہوں نے میری تشویشناک حالت کا اخبار میں پڑھا۔ تو سجدہ میں گر گئیں۔ اور نہایت اضطراب اور بے قراری سے ان الفاظ میں دعا کی کہ اے مولا جب تک تو مجھے ان کی صحت کے متعلق مطمئن نہیں کر دیتا۔ میں تیرے آستانہ سے سر نہیں اٹھاؤں گی۔ چنانچہ جب ان کو تسلی مل گئی۔ تو پھر انہوں نے بارگاہ ایزدی سے اپنا سر اٹھایا۔ پھر یہ ایک مثال نہیں۔ اب مجھے اکثر احباب ملتے ہیں۔ اور ذکر کرتے ہیں۔ کہ کس کس رنگ میں انہوں نے میرے لئے دعائیں فرمائی ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کی اس عنایت اور مہربانی کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ میں کیا اور میری ہستی کیا۔ یہ تڑپ یہ دلسوزی یہ بے قراری صرف اس واسطے تھی۔ کہ میرے رحمٰن و رحیم نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کو میری زوجیت میں دے دیا تھا۔ یہ اس محبت اور خلوص کا کرشمہ تھا۔ جو ان کو اپنے آقا و مولا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے انہوں نے حضور کی صاحبزادی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھا۔ اور بیقرار ہو ہو کر اور گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے۔ اور مجھے اس بیماری سے نجات دلا دی۔ پھر میں کس کس بات کا شکریہ ادا کروں۔ یہ میری خوش نصیبی تھی۔ یا حسن اتفاق سمجھیئے۔ کہ اس کڑے وقت میں سارا خاندان ایک جگہ اکٹھا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اس بیماری کے دوران میں حد درجہ مہربانی فرماتے رہے۔ میں حضور کی خاص دعاؤں کا مورد بنا رہا۔ چنانچہ حضور نے ان ایام میں جبکہ میری حالت زار تھی۔ خواب میں مجھے پوری صحت سے دیکھا۔ پھر حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا میرے لئے ماں سے بڑھ کر تھیں۔ میں اپنی والدہ کی محبت سے محروم ہوں۔ کیونکہ میں ابھی دو تین سال کا بچہ ہی تھا۔ کہ وہ فوت ہو گئی تھیں۔ لیکن اس کمی کو حضرت اماں جان کی مادرانہ محبت نے پورا کیا۔ جب میری طبیعت خراب ہوتی۔ تو فوراً میری چارپائی کے پاس آ کر بیٹھ جاتیں۔ نہ صرف دعاؤں سے نوازتیں۔ بلکہ ان کا پُرسکون اور پُرامید چہرہ میرے لئے ایک بیش بہا آسرا اور سہارا ہوا کرتا تھا۔ ان کی موجودگی ایسی قوت ارادی پیدا کر دیتی تھی۔ کہ ساری بے چینی اور گھبراہٹ اپنی بیماری کی دور ہوتی پاتا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرقد پر اپنے انوار کی بارش فرمائے۔ اور وہ کچھ ان کو دے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے اپنے محبوب خدا سے مانگا اور چاہا ہے۔ ان کو سب کچھ حاصل تھا۔ اس لئے میں اپنی زبان میں کیا دعا ان کے لئے کر سکتا ہوں۔ پھر میں اپنی والدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ انہوں نے میری محبت میں ایک سال نہایت تکلیف اور بے آرامی میں میرے کمرے میں گذارا۔ ہر قسم کا آرام و آسائش چھوڑ کر میرے آرام میں لگی رہیں۔ نہ صرف یہ کیا۔ بلکہ جماعت میں جو مضطربانہ اور بے قراری کا جذبہ دعا کے لئے پیدا ہوا۔ یہ زیادہ تر انہیں کی تحریک کا نتیجہ تھا۔ ان کی دردبھری تحریکات اور ولولہ انگیز رباعیات نے جماعت میں ایک ہلچل مچا دی۔ اور ایسا ولولہ پیدا کر دیا۔ کہ اہل بیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور عشق کا دعویٰ رکھنے والے انہیں کی مادرانہ محبت میں رنگین ہو گئے۔ اور میرے لئے نہایت اضطراب اور بیتابی سے دعائیں ہونے لگیں۔ وہ میری سوتیلی والدہ ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی کی حیثیت سے انہوں نے جو نمونہ پیش کیا ہے۔ وہ جماعت کی سوتیلی والداؤں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

اب میں یہاں اگر اپنی بیوی دخت کرام امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا ذکر نہ کروں۔ تو نہایت ناشکری اور ظلم ہوگا۔ یہ نور کا ٹکڑا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگر کا گوشہ جو کہ میرے پہلو کی زینت بنا ہوا ہے۔ کس خدمت اور کس نیکی کے عوض حاصل ہوا ہے۔ اس امر کا خیال مجھے ورطۂ حیرت اور استعجاب میں ڈال دیتا ہے۔ ؎

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزاء
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو دے کر مجھے زمین سے اٹھا کر ثریا پر پہنچا دیا۔ اس مہر و وفا کے مجسمہ نے میری بیماری کی اطلاع راولپنڈی میں پائی۔ تو نہایت وجہ پریشانی کی حالت میں فوراً لاہور پہنچیں۔ میری بیماری کی یہ پہلی رات تھی۔ ساری رات ان کو موٹر میں رہنا پڑا۔ چار بجے صبح کے قریب لاہور پہنچیں۔ لیکن کیا مجال کہ اپنی گھبراہٹ کا میرے پر اظہار ہونے دیا ہو۔ پھر اس قدر تندہی اور جانفشانی سے میری خدمت میں لگ گئیں۔ کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کوئی دوسری عورت اس قدر محبت اور پیار کے جذبہ سے اپنے خاوند کی خدمت کر سکتی ہو۔ اس اللہ کی بندی نے اپنے اوپر آرام و آسائش کو حرام کر لیا۔ رات دن جاگتے ہوئے کاٹتی تھیں۔ کمرہ تنگ تھا۔ اس لئے دوسری چارپائی کمرہ میں بچھ نہیں سکتی تھی۔ اس لئے یہ نازونعمت کی پلی جو کہ ریشم اطلس کے لحافوں میں آرام کرنے کی عادی تھی۔ زمین پر چند منٹ کے لئے اپنا سر ٹیک لیا کرتی تھی۔ بلکہ زمین پر بھی ایک چھوٹا سا تخت پوش نماز کے لئے بچھا ہوا تھا۔ اسی پر فرصت کے چند منٹ کے لئے اوندھی ہو جاتیں۔ اس طریق سے اگر آرام میسر آ جائے۔ تو آ جائے ورنہ ہر وقت ہر آن چوکس و ہوشیار میرے کام کے لئے مستعد ہوتی تھیں۔ یہ نہیں کہ کوئی دوسرا میرا خبرگیر نہ تھا کہ ان ایام میں ملازموں کے علاوہ تمام عزیز اور رشتہ دار میری خدمت میں لگے ہوئے تھے میں اس بیماری کے دوران میں اپنے آپ کو اس قدر خوش نصیب اور خوش بخت تصور کرتا تھا۔ جس کا آپ لوگ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے پوتیاں اور نواسے اور نواسیاں نہایت محبت اور تعلق کے جذبہ کے ماتحت میری خدمت میں لگے ہوئے تھے۔ اگر اس حالت میں مر بھی جاتا۔ تو میرے لئے یہ ایک روحانی انبساط اور خوشی کا موجب ہوتا کہ ایسے پاک لوگوں کا ایک گنہگار کی خدمت میں لگا رہنا اس کی عطایا میں سے ایک بڑی

عطا ہے۔ مجھ سا ناچیز اور یہ سلوک! اس بات کو میں سمجھ سکتا ہوں۔ نہ کوئی اور سے لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار لیکن میری باوفا پیاری بیوی نے کسی کی امداد پر تکیہ نہیں کیا۔ بلکہ ان کی یہی خواہش اور آرزو رہتی تھی۔ کہ میرا کام خود کریں۔ اگر میں کسی دوسرے کو کام کے لئے کہتا تا ان کو آرام ملے۔ تو اس سے خوش ہونے کی بجائے ناراض ہوتیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ اسلامی شادیاں کامیاب نہیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ مرد اور عورت کو ایک دوسرے کی طبیعت سے واقف نہیں ہونے دیا جاتا۔ ان فلسفیوں کو کیا علم کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت سے پاک منبعوں کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان لوگوں کے فیض صحبت سے اپنے اعمال کو صیقل کئے ہوتے ہیں۔ ان کی دنیا ہی نرالی ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حدیث میں آتا ہے۔ یہ دنیا مومن کے لئے سجن ہے۔ کیونکہ اس کو شریعت کی پابندیاں اپنے اوپر عائد کرنے سے بظاہر تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن جب وہ حقیقی عبودیت حاصل کر لیتا ہے تو شریعت کے احکام اس پر بار نہیں رہتے۔ تو پھر ولمن خاف مقام ربّہ جنتان کا وہ مصداق بن جاتا ہے۔ اور کامل اور مکمل عبد ہونے کی حالت میں فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی کی پر کیف اور پُر سرور آواز سنتا ہے۔ اسی پاک جذبہ سے مسحور یہ پاک عورت ہے۔ میں جب اپنی بیوی کی محبت اور وفا کو دیکھتا ہوں۔ تو اکثر ورطۂ حیرت میں گم ہو جاتا ہوں۔ وہ شہزادیوں کی سی طبیعت رکھتی ہیں مگر ان میں نخوت اور تکبر رائی برابر نہیں۔ لیکن کبریائی ان میں دیکھتا ہوں۔ وہ حسد اور ریس سے کوسوں دُور ہیں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کہ کسی کی شخصیت نے ان کو مرعوب کیا ہو۔ وہ طباع اور ذہین ہیں۔ وہ جس سے گفتگو کرتی ہیں۔ اس کو اپنا گرویدہ کر لیتی ہیں۔ وہ خاوند پر کبھی کوئی ناجائز بوجھ نہیں ڈالتیں۔ بلکہ اپنے خاوند کے فکر و ہم و غم میں پوری مونس اور غمگسار ہوتی ہیں۔ ایک بیش قیمت ہمدرد ساتھی کا کام دیتی ہیں۔ عزیزوں اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کر کے حظ حاصل کرتی ہیں۔ ان کو کسی چیز کے خود استعمال کرنے کی نسبت اس بات سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ کوئی دوسرا ان کی چیز کو استعمال کرے۔ بچوں کی تعلیم تربیت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اگر کسی نے کسی وقت کوئی تکلیف پہنچائی۔ تو ذرا سی تلافی سے تمام شکایات طاق نسیان کر دیتی ہیں۔ بغض حسد سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ صبر و شکر ان کا شیوہ ہے۔ باوجود

باوفا رہیں۔ لیکن غریبوں سے برابر کا سلوک کرنے میں کوئی عار نہیں سمجھتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار رہیں۔ میں نے اکثر اوقات دیکھا ہے۔ کہ ان کو کسی چیز کی خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں اس کا سامان کر دیا۔ میں اس یقین پر قائم ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم جو بھی مجھ پر ہوئے ہیں۔ وہ اسی بابرکت وجود کے طفیل ہیں۔ وہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی صفت حفیظ کا پورا پورا پرتو ہیں۔ وہ میرے لئے ہزار کا کام دیتی ہیں۔ بسا اوقات میں کسی گناہ یا آزمائش کے قریب ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو میری حالت سے آگاہ کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوا۔ کہ جب صبح کو میں اٹھا۔ تو وہ خواب یا اشارہ جو میرے متعلق ہوا ہوتا وہ مجھے بتاتی ہیں۔ تو میں حیرانی میں پڑ جاتا ہوں۔ اور مجھے اپنی اصلاح کا موقع مل جاتا ہے۔ میں آج مشتِ خاک ہوتا۔ اگر ان کی مضطربانہ اور بےتابانہ دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو نہ ہلا دیتیں۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ سے مانگ نہ لیتیں۔ پس ایک طرف اس قدر قابلِ قدر ہستی دوسری طرف میرے جیسا ہیچمدان۔ جو احباب مجھے جانتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ کیسا بے جوڑ رشتہ ہے۔ لیکن میں اپنے مولا کریم کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتا۔ کہ اس نے میری بیوی کے دل میں اس قدر پیار و محبت پیدا کر دیا ہے۔ کہ جس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ عام طور پر چند روز کی تیمارداری سے لوگ تنگ آ جاتے ہیں۔ لیکن یہاں لگاتار پانچ سال کی محنت و مشقت ہے۔ جس نے ان کی مہر و وفا اور محبت پر مہر لگا دی ہے۔ اس بے پناہ محنت اور مشقت نے ان کی اپنی صحت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اب وہ مجھ سے زیادہ بیمار نظر آتی ہیں۔ اللہ اللہ کہاں آج کل کی یورپ زدہ بیویاں کہاں یہ اللہ تعالیٰ کی بندیاں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

احباب سے میری عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ ان کی صحت کے لئے مجھ سے زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ میں اس لئے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ چاہتی ہیں۔ کہ میں زندہ رہوں۔ اگر اس انتخاب کا سوال پیدا ہو۔ کہ مجھے زندہ رہنا چاہیئے۔ کہ ان کو۔ تو میں ان کی زندگی کو ترجیح دونگا۔ وہ اپنے گھرانہ کے لئے بہت زیادہ نافع اور مفید وجود ہیں۔ اے میرے پیارے محسن مولیٰ اس نے تیری رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے خاوند کی خدمت کی ہے۔ اب تو میری زاری کو سن اس کو اپنی ذرہ نوازی سے پوری صحت عطا فرما۔ ہم اس دنیا میں اکٹھے ہی رہیں۔ اور

اکٹھے ہی اٹھیں۔ مجھے تو نے دوبارہ زندگی دی ہے۔ اس نئے دورِ زندگی میں ہم زیادہ سے زیادہ تیرا قرب اور رضا حاصل کر سکیں۔ تیرے دین اور تیرے اس پاک سلسلہ کے لئے جس کو تو نے اسلام کی تازگی کے لئے کھڑا کیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ نافع اور مفید وجود ثابت ہوں۔ ہمیں اپنا عبادِ شکور رہنے کی توفیق دے۔ اللّٰھم ربنا آمین۔

میں نے اپنی اس بیماری کے آغاز میں خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت والد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باغ میں ہیں۔ جس کے اردگرد ایک اونچی فصیل بنی ہوئی ہے۔ میں اس کے اندر جانا چاہتا ہوں۔ اور نٹوں کی طرح ایک بانس کا سہارا لے کر اندر جانا چاہتا ہوں۔ لیکن حضرت والد صاحبؓ مانع ہو رہے ہیں۔ اور ان کے حکم سے پولیس مجھے پکڑ کر لے گئی ہے۔ اور مجھے پانچ سال کی قید کا حکم سنا دیا گیا ہے۔ یہ خواب میں نے اپنے کئی عزیزوں اور دوستوں کو کئی بار سنایا ہے۔ آج یہ خواب پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیونکہ میری بیماری پر ۸ رفروری ۱۹۵۳ء کو پورے پانچ سال کا عرصہ ہو جائیگا۔ میرے متعلق احباب جماعت کو بھی کثرت سے بشارتیں ملی ہیں۔ ان بشارتوں سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے میری صحت اور ترقی کرے گی۔ ابھی تک پوری صحت حاصل نہیں۔ چلنے پھرنے پر پوری قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ اس لئے احباب کی دعاؤں کا ابھی بہت زیادہ محتاج ہوں کہ میری شامتِ اعمال اس قید کے عرصہ کو زیادہ کرنے کا موجب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس عرصہ کے اندر اندر ہی مجھے کامل اور مکمل صحت عطا فرما دے۔ میرے پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کی اس قدر فراوانی ہے۔ کہ ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا۔ کا اپنے آپ کو پورا پورا مصداق پاتا ہوں۔ مجھے اس مضمون کے لکھتے وقت بھی ہر قدم پر فبای آلاء ربکما تکذبان کا ورد کرنے کے لئے میری روح تڑپتی رہی ہے۔ میرا ایمان اور تجربہ ہے۔ کہ میرا پیارا اور محسن خدا اگر اپنے بندہ کو سزا دیتا ہے۔ تو ماں باپ کے چپت سے بہت زیادہ پیار و محبت اور اصلاح کا پہلو لئے ہوتا ہے۔ اس میں تلخی کے بجائے شیرینی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ میں نے اپنی اس پانچ سالہ بیماری میں اپنے مولا کریم کو ارحم الراحمین رؤف اور ودود ہی پایا ہے۔ مجھے اپنی کوتاہیوں اور بے باکیوں کا علم ہے۔ میں اس سے بہت زیادہ سزا کا مستحق تھا۔ جتنی کہ مجھے دی گئی ہے۔ میں نے اپنی اس تمام بیماری کے دوران میں اس کو عفوٌ غفور ہی پایا ہے اس لئے بسا اوقات اس بیماری میں میرے پر شب بیداری کے دَور آئے۔ تو ساری ساری رات میں نے شکریہ باری تعالیٰ میں اپنا وقت گزارا۔ کیونکہ اگر یہ ابتلاء نہ آتا۔ تو مجھ میں کئی ایک خامیاں اور کمیاں رہ جاتیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے دُوری کا موجب ہوتیں۔ اس لئے میں نے اس سزا کی کبھی چبھن محسوس نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندہ کے درمیان بعض راز ہوتے ہیں۔ وہ ساتر اور ستار ہے۔ وہ نہیں چاہتا۔ کہ اس کا کوئی بندہ اپنی پردہ دری کرے۔ لیکن اپنے مولا کو سبحان و قدوس ثابت کرنے کے لئے یہ چند الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

آخر میں پھر احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جنہوں نے میرے لئے دردمندانہ دعائیں کی ہیں۔ دین و دنیا کی برکات عطا فرما دے۔ اور آپ کو ہر قسم کے ہم و غم سے محفوظ و مامون رکھے۔ اسکی رحمت ہر آزمائش سے آپ کو بچائے رکھے۔ اور آپ کو اپنے پیارے خدا۔ محسن خدا کی ازلی ابدی رضا حاصل ہو۔ ہم میں ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیرخواہی کا جذبہ روز افزوں ترقی کرے۔ ہم ایک دوسرے کے دکھ درد کو جس طرح آپ نے میرے دکھ کو اپنا تصور کیا۔ اپنا دکھ درد خیال کریں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد ہم نے اپنے موعود آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باندھا ہے۔ اس کو پوری طرح نباہنے کی توفیق دے۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ میری صحت دن بدن بحالی کی طرف آ رہی ہے۔ لیکن اس بیماری کے اخراجات اور پھر مہاجرت کی وجہ سے بعض پریشانیاں لاحق ہیں۔ جو کہ میری صحت کو پنپنے نہیں دیتیں۔ اس لئے عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ جس طرح دعا کر کے آپ نے مجھے ایک بڑے ابتلاء سے نجات دلائی ہے۔ اس چھوٹی سی تکلیف کے دُور ہونے کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان ذمہ داریوں سے جلد از جلد عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔ اور اپنا خاص فضل اور رحم فرمائے۔ اللّٰھم ربنا آمین۔ اللھم اجعلنی صابرًا و شاکرًا اللّٰھم اجعلنی صغیرًا فی عینی و کبیرًا فی الناس و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

دوست متوجہ ہوں

جلسہ سالانہ ___ ہمارا قومی اجتماع

از عبدالباسط صاحب مولوی فاضل

قوموں کی زندگی اور بقا کے لئے قومی اجتماعات نہایت اہم اور ضروری ہوتے ہیں۔ اسی لئے مختلف قوموں نے اپنے اجتماعات کے لئے بعض ایام مخصوص کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً عیسائیوں نے کرسمس یہودیوں نے سبت اور ہندوؤں نے دسہرہ اور دیوالی کے ایام اپنے اجتماعات کے لئے مقرر کئے۔

اسلام نے حج جمعہ اور عیدین اسی مقصد کے پیش نظر مقرر کئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ان کے علاوہ ایک اور اجتماع اپنی جماعت کے لئے تجویز فرمایا۔ اس قسم کا پہلا اجتماع ۱۸۹۱ء میں ہوا جس میں صرف ۷۵ نفوس شامل ہوئے۔

اس اجتماع کے لئے جس کو جماعت احمدیہ کی اصطلاح میں جلسہ سالانہ کہا جاتا ہے۔ آپؑ نے کرسمس کے ایام تجویز فرمائے۔ کیونکہ ان دنوں سرکاری ملازموں کو رخصت ہوتی تھی اور وہ بھی اس مبارک تقریب میں شامل ہو سکتے تھے۔

دنیا بھر میں اپنی نوعیت کا یہ واحد اجتماع ہے۔ کہ جس میں شامل ہونے والے دین اور مذہب کی خاطر شامل ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس جلسہ میں شامل ہونے والے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احباب جماعت کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک بدیں الفاظ فرماتے ہیں۔

"جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عنداللہ ایک قسم کی عبادت کے ہوتا ہے"۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں ایسا عظیم الشان موقعہ معمولی سی قربانی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں چند امور ملحوظ رکھنے ہوں گے۔

(۱) ہمیں دوران سفر میں دعا کرنی چاہیئے کہ ان تمام فوائد و منافع۔ سے ہم متمتع ہو سکیں جو اس اہم تقریب کے ہو سکتے ہیں (۲) اپنا تمام وقت محض خدا کے لئے وقف رکھیں۔ اور کوئی وقت بھی فضول باتوں میں ضائع نہ ہو۔ (۳) اجتماعات میں مختلف طبائع کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اور بسا اوقات بعض ناگوار خاطر امور پیش آجاتے ہیں۔ ایسے امور پر صبر اور درگذر سے کام لیں۔ (۴) اگر مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے کوئی انتظامی نقص ہو تو اس کو چنداں اہمیت نہ دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مہمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

"آنے والے دوستوں کو بھی کہتا ہوں کہ اگر انہیں کوئی تکلیف ہو تو یہی نہیں کہ صبر کریں بلکہ یہ کہ اس سے مزا محسوس کریں۔ کیونکہ محبت میں جو چیزیں بھی ملتی ہیں ان میں بڑا مزا ہوتا ہے"۔ اسی تقریر میں حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"آپ کسی انسان کے لئے نہیں آتے بلکہ خدا کے لئے اپنے گھروں سے نکلتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے لئے جو شخص تکلیف اٹھائے اس سے زیادہ خوش قسمت کون ہو سکتا ہے"۔ (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء)

اس عظیم الشان موقع پر جس طرح خدا کی رضا کے حصول کا رستہ مہمانوں کے لئے کھلا ہوتا ہے اسی طرح مرکز کے رہنے والوں کے لئے بھی ویسے ہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر موقع ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ ان تقادیر کو بھی سنتے ہیں جو اس جلسہ میں ہوتی ہیں۔ تو دوسری طرف مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مرکز کے رہنے والے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ان بیش قیمت نصائح کو مشعل راہ بنائیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سالہا سال سے جماعت کو کر رہے ہیں۔ مثلاً حضور ایدہ اللہ مرکز کے رہنے والوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پس جو مہمان تمہارے پاس آتے ہیں ان کی خاطر تواضع میں لگ جاؤ۔ اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ میرے مہمان نہیں ہیں اسلئے مجھے خدمت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے بندے ہو۔ تو کیا یہ بندے کا فرض نہیں کہ اپنے آقا کے مہمان کی خبر گیری کرے۔ ضرور ہے"۔ (خطبہ جمعہ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۴ء)

مبارک ہیں وہ لوگ جو سال میں سے گنتی کے چند دن اس عظیم الشان اور بابرکت تقریب کے لئے وقف کرتے ہیں۔ اور بموجب الہام یاتیک من کل فج عمیق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک زندہ اور مجسم نشان ثابت ہوتے ہیں۔

فرودگاہ مہمانان بر موقع جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء

اس خیال سے کہ احباب کرام کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف جماعتوں کے قیام کا علم ہو جائے۔ ذیل میں فرودگاہ مہمانان کا نقشہ درج کیا جاتا ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ دوستوں کو اپنی رہائش گاہ کا بھی علم ہو جائے گا۔ اور باہمی ملاقاتوں کے لئے بھی ایک دوسرے کے متعلق معلوم ہو جائے گا کہ وہ کہاں ٹھہرے ہیں۔

مہمان مستورات نصرت گرلز سکول اور احاطہ لجنہ جامعہ نصرت میں قیام فرمائیں گی۔ ہر جماعت کی مستورات کا تفصیلی نقشہ بعد میں شائع ہوگا۔

نمبر شمار	نام جماعت	قیام گاہ
(۱)	الف۔ کراچی ب۔ کوئٹہ بلوچستان ج۔ مشرقی پاکستان د۔ بیرون پاکستان	دارالضیافت
(۲)	صوبہ سرحد	دفاتر تحریک جدید کمرہ مجلس دفتر تالیف و تصنیف
(۳)	سندھ (صوبہ)	نزد نصرت گرلز ہائی سکول بارک نمبر ۱
(۴)	ضلع و شہر جھنگ	〃 〃 〃 〃 〃 ۲
(۵)	ضلع سرگودھا شہر	〃 〃 〃 〃 〃 ۳ و ۴
(۶)	ملتان و مظفرگڑھ	نزد جلسہ گاہ بارک نمبر ۵ تا ۷
(۷)	ڈیرہ غازی خان	〃 〃 〃 〃 ۸ و ۹
(۸)	بہاولپور	〃 〃 〃 〃 نمبر ۱۰ و ۱۱ و ۱۲
(۹)	آزاد کشمیر	〃 〃 〃 〃 نمبر ۱۳ و ۱۴ و ۱۵
(۱۰)	لائلپور شہر و ضلع	〃 〃 〃 〃 نمبر ۱۶ تا ۲۰
(۱۱)	ریزرو	〃 〃 〃 〃 نمبر ۱ و ۲
(۱۲)	گجرات ضلع و شہر	ٹی آئی کالج کمرہ نمبر ۱ تا ۳
(۱۳)	جہلم	〃 〃 〃 نمبر ۴ و ۵
(۱۴)	ریزرو	کمرہ ٹی آئی کالج کمرہ نمبر ۶ و ۷
(۱۵)	کیمبلپور میانوالی	دلیبرٹری گیلری و کمرے
(۱۶)	لاہور شہر	ہائی سکول کمرہ نمبر ۱ و ۲
(۱۷)	ضلع لاہور	〃 〃 〃 نمبر ۳ و ۴
(۱۸)	منٹگمری ضلع و شہر	〃 〃 〃 نمبر ۵ و ۶
(۱۹)	راولپنڈی	〃 〃 〃 نمبر ۷ و ۸
(۲۰)	سیالکوٹ شہر و ضلع	بورڈنگ ہاؤس کمرہ نمبر ۱ و ۲
(۲۱)	گوجرانوالہ	〃 〃 〃 نمبر ۳ و ۴
(۲۲)	شیخوپورہ	〃 〃 〃 نمبر ۵ و ۶

(افسر جلسہ سالانہ)

جلسہ سالانہ پر تشریف لانیوالے احباب

جملہ عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ پاکستان جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے وقت جمع شدہ چندہ جو ان کے پاس قابل ادخال خزانہ صدر انجمن احمدیہ ہو ہمراہ لیتے آئیں۔ اور ربوہ آکر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کروا کر عنداللہ ماجور ہوں

نیز امید کی جاتی ہے۔ کہ سیکرٹری صاحبان مال۔ اپنی اپنی جماعت سے چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی قبل از انعقاد جلسہ سالانہ سو فیصدی کر کے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ فرما دینگے۔ کیونکہ آمد چندہ جلسہ سالانہ بمقابلہ خرچ جلسہ سالانہ بہت ہی کم ہے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

احرار عوام کو مشتعل کرنے کے علاوہ نفرت پھیلانے کے ذمہ دار تھے

میں نے متعدد احراری لیڈروں کیخلاف کاروائی کرنے کی سفارش کی تھی

تحقیقاتی عدالت میں سابق انسپکٹر جنرل پولیس میاں انور علی کا بیان!

گزشتہ سے پیوستہ

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں سابق انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب میاں انور علی کی گواہی کا ابتدائی حصہ گزشتہ دو اشاعتوں میں آ چکا ہے۔ باقی حصہ درج ذیل ہے۔

س:۔ کیا یہ صحیح ہے۔ کہ تقسیم سے پہلے احرار نے مسلمانوں کی حفاظت کے سلسلہ میں حصہ لیا؟

ج:۔ یہ صحیح ہے۔ لیکن اس وقت احرار خود کانگرس راعتماد کے باوجود غیر مسلموں کے حملوں کا شکار ہو گئے تھے۔ س:۔ کیا احرار نے تقسیم کے بعد پاکستان سے کشمیر کے الحاق کی حمایت کی تھی؟

ج:۔ تقسیم کے بعد احرار کا نظریہ تھا۔ کہ سیاسی پارٹی ہونے کا دعویٰ چھوڑ دیا جائے۔ اور وہ یہی کہتے تھے۔ جو باقی مسلمان پارٹیاں کہتی تھیں۔

س:۔ کیا احرار نے ۱۹۴۹ء میں کوئی ڈیفنس کانفرنس منعقد کی تھی؟ اس کا کیا مقصد تھا؟

ج:۔ میرے خیال میں یہ ۱۹۴۷ء کے بعد کی بات ہے یہ کانفرنس اس وقت ہوئی۔ جب کہ ہندوستان کے ساتھ جنگ ناگزیر دکھائی دی تھی۔

س:۔ کیا احرار نے جہاد کشمیر میں کوئی حصہ لیا؟ ج:۔ مجھے تو کسی ایسی بات کا علم نہیں۔

س:۔ کیا پمفلٹ دستاویز ڈی۔ای ۳۲۵ آپ کے نوٹس میں آیا ہے؟ ج:۔ نہیں۔

س:۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ۱۹۴۸ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ایک خطبہ دیا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ پورے بلوچستان کو احمدی بنانے کی کوشش کریں؟ ج:۔ ہاں ایسا خطبہ دیا تھا لیکن مجھے اس کے پورے مندرجات کا علم نہیں۔

س:۔ کیا بلوچستان میں ۱۹۴۸ء میں مجلس احرار کی کوئی شاخ تھی؟ ج:۔ مجھے اس کا پتہ نہیں۔

س:۔ کیا ۱۹۴۹ء کے شروع میں مسلم لیگی لیڈروں میں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ جو ممدوٹ وزارت کی برطرفی پر منتج ہوئے؟ ج:۔ میرے خیال میں ممدوٹ وزارت کی برطرفی مسلم لیگ سیاسی پارٹی میں اختلاف رائے کی وجہ سے نہیں تھی۔ ہو سکتا ہے۔ معمولی قسم کے اختلافات ہوں۔ لیکن وہ زیادہ کھلم کھلا نہیں تھے۔

س:۔ کیا جب چوہدری گراؤنڈ میں قائد ملت نے ایک جلسہ عام سے خطاب کیا۔ تو مسلم لیگ میں اختلاف رائے کا مظاہرہ نہیں ہوا؟

ج:۔ ہاں۔ جب نوابزادہ لیاقت علی خان نے چوہدری گراؤنڈ میں جلسہ عام سے خطاب کیا۔ تو خاصی سرگرمی سے مظاہرہ ہوا۔ بہرحال یہ ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء کی بات ہے۔ یعنی ۱۹۵۱ء کے انتخابات سے پہلے اور ریلا سے کے بعد کی بات ہے۔

س:۔ کیا اس وقت جناح عوامی مسلم لیگ قائم ہو چکی تھی؟

ج:۔ جی ہاں۔ گواہ نے کہا کہ ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء میں ممدوٹ گروپ میں یہ رجحان پیدا ہو گیا تھا کہ قائد ملت سے پرے ہٹا جائے۔ اور دولتانہ گروپ میں لیاقت کا حلیف بننے کا رجحان پیدا ہو رہا تھا۔ س:۔ کیا احرار قائد ملت اور مسٹر دولتانہ کی حمایت کر رہے تھے؟ ج:۔ جی ہاں احرار قائد ملت کی حمایت کر رہے تھے۔ جو اس وقت دولتانہ کے حامی تھے۔ س:۔ کیا آپ مسلم لیگ اور احرار کے مابین اس سمجھوتہ یا اس معاہدہ سے آگاہ ہیں جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ احرار مسلم لیگ کی حمایت کریں گے لیکن احمدیوں کا سوال آیا۔ تو خواہ وہ مسلم لیگ ہی کے نامزد کئے ہوئے کیوں نہ ہوں وہ ان کی مخالفت کریں گے؟ ج:۔ احرار کا نظریہ یہ تھا۔ کہ وہ بیک وقت احمدیوں کی بھی مخالفت کر رہے تھے۔ اور مسلم لیگ سے بھی آنکھیں لڑا رہے تھے۔ س:۔ قائد ملت نے احرار کے متعلق جو رویہ اختیار کیا تھا۔ کیا احرار اس سے مطمئن تھے؟ ج:۔ مجھے اس کا علم نہیں میرا خیال نہیں اس کی کوئی ظاہری علامت نظر آئی ہو۔

س:۔ کیا آپ نے اس مسئلہ پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے وہ خطبات نہیں پڑھے تھے جو "الفضل" میں شائع ہو رہے تھے؟ ج:۔ میں "الفضل" کا باقاعدگی سے مطالعہ نہیں کرتا تھا میرے ماتحت ایک محکمہ تھا۔ اس کے سپرد یہ کام تھا۔ کہ اگر کوئی ضروری چیز ہو تو وہ اخبارات سے نکال کر مجھے دکھائی جائے۔ آپ جن خطبات کا ذکر کر رہے ہیں وہ میری نظر سے نہیں گزرے۔

میاں انور علی نے کہا کہ "الفضل" مورخہ ۳۰ جون ۱۹۵۰ء میں جو خطبہ دستاویز ڈی۔ای ۲۳۰ شائع ہوا ہے۔ میرے علم میں لایا گیا تھا۔

میاں انور علی نے مزید کہا۔ میرے علم میں یہ بات بھی لائی گئی تھی۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اندیشہ ہے کہ انہیں ربوہ چھوڑ کر قادیان جانا پڑے گا۔ لیکن انہوں نے کہا۔ مجھے یاد نہیں کہ "الفضل" مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۵۰ء (دستاویز ڈی۔ای ۲۳) میں جو خطبہ شائع ہوا ہے وہ میرے علم میں لایا گیا تھا یا نہیں۔

س:۔ کیا ۱۹۵۱ء میں قائد ملت کے خلاف سازش کی تیاری شروع ہو گئی تھی؟ ج:۔ اس وقت ایک سازش شروع تو ہو چکی تھی۔ لیکن وہ قائد ملت کے خلاف نہ تھی۔ بلکہ یہ مجموعی طور پر حکومت پاکستان کے خلاف تھی۔ س:۔ کیا اس سازش میں میجر جنرل نذیر احمد بھی تھے جو احمدی ہیں؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ میجر جنرل نذیر احمد چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے رشتہ دار ہیں؟ ج:۔ ہاں۔ س:۔ راولپنڈی سازش کیس میں میجر جنرل نذیر کا کیا بنا؟ ج:۔ انہیں ایک دن کی سزائے قید دے کر ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔

س:۔ اس سازش میں دوسرے کتنے افسر ماخوذ تھے؟ ج:۔ تقریباً دس۔ انہیں تین سے بارہ سال تک کی سزا دی گئی۔

گواہ نے بتایا۔ کہ اس سازش میں کوئی احراری شامل نہیں تھا۔

وکیل کی جرح پھر شروع ہوئی۔ تو میاں انور علی نے کہا۔ جب میں نے ۱۹۵۳ء میں احرار کو غیر قانونی جماعت قرار دینے کی سفارش کی۔ اس وقت کوئی انتخابی پروپیگنڈہ نہیں ہو رہا تھا۔ وکیل نے پوچھا۔ کیا اس وقت قائد ملت اور مسلم لیگ کی مخالف جماعتیں سیاسی میدان میں آ چکی تھیں؟ میاں انور علی نے اس سلسلہ میں تسلیم کیا۔ کہ جناح لیگ، عوامی مسلم لیگ میں انتشار کے باعث وجود میں آئی تھیں۔ س:۔ اگر احرار کو غیر قانونی جماعت قرار دینے کے متعلق آپ کی سفارش مان لی جاتی۔ تو کیا قائد ملت بہت پریشان نہ ہوتے؟

ج:۔ میرا خیال تو نہیں۔ کہ وہ پریشان ہوتے۔

گواہ نے کہا۔ کہ شروع شروع میں احرار انتخابات میں اپنے امیدوار کھڑا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی چارہ کار نہیں۔ تو انہوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دینے کی متبادل صورت پر عمل شروع کر دیا۔ س:۔ اس خیال کی تائید میں آپ کیا ثبوت پیش کر سکتے ہیں؟

ج:۔ اصلی رپورٹیں۔ س:۔ حکومت پاکستان کے خلاف جو سازش ہوئی کیا اس کے علاوہ قائد ملت کے خلاف ہونے والی کسی سازش سے بھی آپ باخبر ہیں؟ ج:۔ نہیں میں کسی ایسی سازش سے واقف نہیں۔ قائد ملت اکتوبر ۱۹۵۱ء میں قتل ہوئے۔

س:۔ آپ نے اس وقت احرار کو خلاف قانون قرار دینے کی بجائے زیادہ پیش کیوں نہ کی؟

ج:۔ اس وقت کوئی تازہ مواد میرے پاس نہ تھا۔

س:۔ ۱۹۵۲ء میں جو احتیاطات کئے گئے کیا وہ صرف احرار تک محدود رکھے تھے؟ ج:۔ نہیں احمدیوں کے جلسوں پر بھی پابندی لگا دی گئی تھی۔ میں نے کوئی ایسا حکم جاری نہ کیا۔ کہ احرار کو مسلمانوں سے الگ کر دیا جائے۔

عدالت کے ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے میاں انور علی نے کہا کہ احرار عوام کو مشتعل کرنے کے علاوہ نفرت پھیلانے کے ذمہ دار تھے۔

وکیل کی مزید جرح کے جواب میں میاں انور علی نے کہا۔ ۱۹۵۲ء میں کسی بڑے احراری رہنما نے قابل اعتراض تقریر نہیں کی۔ البتہ دوسرے احراری رہنماؤں نے ۱۹۵۲ء میں قابل اعتراض تقریریں کیں۔ میں نے ایسے مقررین کے خلاف کاروائی کی تجویز پیش کی مجھے ان کی تعداد یاد نہیں ہے۔

گواہ نے کہا حقیقت یہ ہے کہ میں نے احرار رہنماؤں کے خلاف کاروائی کی سفارش کی تھی۔ لیکن حکام اعلیٰ نے اسے منظور نہ کیا۔

عدالت نے گواہ سے یہ بتانے کو کہا کہ وہ کون سا موقع تھا جب انہوں نے احرار رہنماؤں کے خلاف کاروائی کرنے کو کہا۔ اور کاروائی نہ کرنے کے خلاف کیا دلائل تھے۔ جو آپ کی سفارش کے جواب میں آپ کو بتلائے گئے۔ گواہ نے صرف اتنا کہا۔ کہ میں نے متعدد احراری رہنماؤں کے خلاف کاروائی کی سفارش کی تھی۔ جس کی تفصیلات میرے تحریری بیان سے منسلک نوٹ میں درج ہیں۔

وکیل کی جرح دوبارہ شروع ہوئی۔ تو میاں انور علی نے کہا۔ میرا اصلی موقف یہ ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ دفعہ ۱۲۴ الف اور دفعہ ۱۵۳ الف کے تحت مقدمہ چلانے کی تجویزوں کا آغاز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی طرف سے ہونا چاہیئے۔

انہوں نے مزید کہا مولانا محمد علی جالندھری کے خلاف جس کاروائی کی سفارش کی گئی تھی وہ عمل میں آئی۔

س:۔ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ ۱۹۵۲ء میں کسی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کسی بڑے احراری لیڈر کے خلاف دفعہ ۱۵۳ الف یا دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت کوئی کاروائی کرنے کی سفارش نہیں کی؟ ج:۔ جی ہاں

عدالت نے پوچھا کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کوئی سفارش کی تھی۔ گواہ نے اثبات میں جواب دیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے بعض سفارشات کی تھیں۔ لیکن وہ بڑے بڑے احراری راہنماؤں کے خلاف نہ تھیں۔ سوائے ..... کو اس لئے منظور نہ کیا گیا۔ کیونکہ حکومت کی پالیسی یہ تھی۔ کہ چھوٹے کارکنوں کے خلاف نہیں۔ صرف بڑے بڑے احرار رہنماؤں کے خلاف کاروائی کی جائے۔

س:۔ ان تجاویز یا سفارشات پر آخری فیصلہ کون صادر کرتا تھا۔ ج:۔ حکومت۔ س:۔ کونسا وزیر؟

ج:۔ وزیر اعلیٰ ہی کرتے ہوں گے۔ جو نظم و ضبط کے وزیر بھی تھے۔

(کمیشن نے جرح جاری رکھتے ہوئے پوچھا کیا جنوری ۱۹۵۲ء کو ربوہ سے کوئی ایسا اعلان جاری کیا گیا تھا۔ کہ تبلیغی مہم اس قدر تیز کر دی جائے۔ کہ دشمن گھٹنے ٹیک دیں؟

انہوں نے جواب دیا مجھے یاد نہیں۔ اگرچہ تبلیغ کو تیز کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً بیانات جاری ہوتے رہے ہیں۔ س:۔ ۸ اگست ۱۹۵۲ء کو وزیر خارجہ نے جو تقریر کی۔ اور جو ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی کیا وہ آپ کے علم میں آئی؟ ج:۔ جی ہاں۔ لیکن مجھے اس کے مندرجات اس وقت یاد نہیں۔ س:۔ کیا انہوں نے یہ کہا تھا کہ وہ تحریک سے مرعوب ہو کر مستعفی نہیں ہوں گا؟ ج:۔ مجھے یاد نہیں۔ س:۔ کیا مئی ۱۹۵۲ء کی تجویز کے بعد آپ نے ایک مرتبہ پھر سفارش کی تھی۔ کہ احرار کو غیر قانونی جماعت قرار دیا جائے؟ ج:۔ نہیں۔ س:۔ آپ کے کہنے کے مطابق اکتوبر ۱۹۵۲ء میں صورت حالات خطرناک ہو گئی تھی آپ نے اس وقت احرار کے خلاف کوئی ایسی تجویز کیوں نہ پیش کی جس میں مجوزہ کارروائی کے خد و خال کی وضاحت کی گئی ہو؟ ج:۔ میں حکومت کو احرار راہنماؤں کی سرگرمیوں سے اور صورت حال میں آنے والی تبدیلیوں سے پوری طرح باخبر رکھتا تھا۔ لیکن سی۔ آئی۔ ڈی کا کام صرف یہ ہے کہ معلومات حاصل کر کے حکومت کے سامنے رکھے۔ ان کی بنا پر کارروائی کا فیصلہ حکومت کا کام ہے۔ س:۔ میں آپ سے کہتا ہوں۔ کہ جولائی ۱۹۵۲ء تک جب دوسری جماعتیں احرار کے ہمنوا نہیں بنی تھیں آپ ان کے خلاف کارروائی کی سفارش کر رہے تھے۔ لیکن جب آپ نے دیکھا دوسری جماعتیں بھی احرار سے جا ملی ہیں۔ تو آپ نے ان کے خلاف سفارش کرنے سے انکار کر دیا؟ ج:۔ مزید سفارش نہ کرنے کے دو سبب ہیں (۱) نظم و ضبط کی صورت حال حکومت کی طرف سے گرفتاریوں کی صورت میں کسی اقدام کی طالب نہیں تھی (۲) ہمارا خیال تھا کہ دوسرے عناصر کی شرکت تحریک کو نرم کرنے اور معقول حدود میں رکھنے کا کام دے سکی۔ س:۔ کیا یہ صحیح ہے کہ ۲۳ جولائی کو ہوم سیکرٹری نے احرار رہنماؤں کے خلاف کارروائی تجویز کی لیکن آپ نے اس کی مخالفت کی۔ ج:۔ نہیں۔ درحقیقت میں نے یہ سفارش کی تھی کہ رہنماؤں کی تمام تنظیمیں توڑ دی جائیں۔ س:۔ کراچی میں جب ڈائرکٹ ایکشن کی قرارداد منظور ہوئی۔ تو کیا آپ نے کوئی خبر بتائی تھی۔ کہ دھمکی عمل میں آگئی تو آپ کیا کارروائی کریں گے؟ ج:۔ ہاں میں نے وضاحت کی تھی کہ صورت حالات بڑی نازک ہو رہی ہے حکومت کو فی الفور مضبوطی سے فیصلہ کرنا چاہیے اس وقت تک ڈائرکٹ ایکشن کے بارے میں کراچی سے ہمارے پاس اطلاع نہیں ملی تھی۔ س:۔ اس امکانی خطرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ نے کوئی منصوبہ بھی بنایا تھا؟ ج:۔ اس میں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ صوبائی حکومت خود مرکز کو لکھے اور دریافت کرے۔ کہ وزیر اعظم ان مطالبات کے بارے میں کیا موقف اختیار کر رہے ہیں۔ کیونکہ تحریک اگر بڑھتی۔ تو اس کا اثر ازالہ صرف اسی موقف پر ہوتا۔ س:۔ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ اگر ڈائرکٹ ایکشن کی دھمکی عمل میں آ جاتی۔ تو کیا آپ نے پنجاب میں اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی طریق کار کا فیصلہ کر لیا تھا؟

ج:۔ ڈائرکٹ ایکشن کراچی میں شروع ہونا تھا۔ پنجاب میں تو ہمیں صرف اس کے رد عمل اور فسادات کیلئے تیار رہنا تھا۔ ہم نے ایسے اشخاص کی فہرست تیار کر لی تھی جنہیں ڈائرکٹ ایکشن کی صورت میں ہم گرفتار کر لیتے۔ س:۔ وہ فہرست کہاں ہے؟ ج:۔ پولیس کے ریکارڈ میں ہو گی۔ س:۔ کیا ۲۷ فروری کو گرفتاریاں اسی فہرست کے مطابق عمل میں آئیں؟ ج:۔ جی ہاں۔ س:۔ کیا اس کے مطابق سیالکوٹ سے صرف جنرل ولی محمد اور منظور احمد کو گرفتار کیا جانا تھا؟ ج:۔ مجھے اب نام یاد نہیں۔ س:۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ جنرل ولی محمد کون تھا۔ اور گرفتاری سے قبل کیا کرتا تھا؟ ج:۔ مجھے علم نہیں۔ س:۔ کیا اس لسٹ میں گوجرانوالہ کے صرف ایک آدمی کا نام تھا۔ جو احراری نہ تھا؟ ج:۔ مجھے تفصیلات یاد نہیں۔ س:۔ ڈائرکٹ ایکشن کی قرارداد پر پنجاب میں عمل شروع ہو جانے سے جو صورت حالات پیدا ہو جاتی۔ اس کے مقابلہ کے لئے آپ نے کسی اور کارروائی کا فیصلہ کیوں نہیں کیا؟ ج:۔ ہماری اطلاع یہ تھی۔ کہ وہ صرف مرکزی حکومت کو دھمکاتے اور اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لئے دباؤ ڈالتے ہیں۔ خود ماسٹر تاج الدین نے جو اس عدالت میں موجود ہیں مجھ سے کہا تھا۔ کہ ڈائرکٹ ایکشن شروع نہیں ہو گا۔ ہم ٹھیک ٹھاک۔ معلوم نہیں تھا کہ ان کا کیا ارادہ ہے۔ س:۔ کیا آپ نے یہ اندازہ کیا تھا۔ کہ پنجاب کے جیلوں میں ان جیسے کتنے آدمیوں کی گنجائش تھی؟ ج:۔ یہ بات مجھ سے تعلق رکھنے والی نہیں تھی۔

انہوں نے کہا میرا کام نہیں تھا۔ کہ کتنے قیدیوں کے لئے جگہ نکالنی پڑے گی۔ س:۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ تقسیم سے قبل جب بھی کسی عوامی تحریک کے آغاز کا اندیشہ ہوتا۔ جیلوں میں جگہ کا مناسب انتظام کر لیا جاتا؟ ج:۔ عام طور پر تحریک کے بارے میں اس سوال پر متعلقہ محکمہ نے درحقیقت غور کیا تھا۔ س:۔ گنجائش سے زیادہ قیدیوں کے آنے کی صورت پیش آتی۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا انتظام کیا گیا تھا؟ ج:۔ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسی صورت حال کے لئے انتظامات کر لئے گئے تھے۔ س:۔ کیا آپ نے محکمہ جیل خانجات کو امکانی گرفتاریوں کی تعداد بتائی تھی؟ ج:۔ یہ سب اطراف ... طور پر ...

آیا تھا۔ س:۔ کیا احرار نے اپنے طریق کار کو کوئی منصوبہ بنا رکھا تھا؟ کیا آپ اس سے باخبر تھے؟ ج:۔ میرا خیال ہے۔ میرا سابقہ جن لوگوں سے پڑا ہے ان میں احرار ہی کے ذہن و دماغ میں سب سے زیادہ الجھنیں ہیں۔ س:۔ کیا ۳ فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کو معلوم تھا کہ احرار پیہم مگر بالکل غیر متشددانہ کوشش کرنا چاہتے تھے؟ ج:۔ انہوں نے یہی کہا تھا۔ مگر میں نے یقین نہیں کیا تھا۔ میں نے اس لئے یقین نہیں کیا تھا کیونکہ وہ ماضی میں ہمیشہ یقین دلا کر بعد میں پھر جایا کرتے تھے۔ چیف سیکرٹری ہوم سیکرٹری، وزیر اعلیٰ اور گورنر اور میں نے علیحدہ علیحدہ انہیں سخت تنبیہ کی تھی۔ میں نے ماسٹر تاج الدین انصاری کو جنہیں میں کافی عرصہ سے جانتا ہوں۔ ذاتی طور پر تنبیہ کی تھی۔ مگر حکومت تنبیہ کے معاملہ میں اس کے خلاف رائے رکھتی تھی۔ س:۔ آپ نے اپنے بیان میں کہا ہے۔ کہ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آل پارٹیز مسلم کنونشن جو احرار کے کہنے پر بلائی گئی تھی۔ اب ایسی جگہ پھنس گئی ہے کہ یا تو وہ ڈائرکٹ ایکشن پر چلے گی یا اس کے حامی ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ آپ کو یہ اطلاع کہاں سے ملی تھی؟ ج:۔ ماسٹر تاج الدین انصاری سے جو اس وقت عدالت میں بیٹھے ہیں۔ س:۔ کیا ماسٹر تاج الدین انصاری کے الفاظ سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ ڈائرکٹ ایکشن کے لئے واضح اقدام کا سوچنا ضروری ہے؟

ج:۔ میں نے اس کا ذکر ۱۶ فروری کو گورنر سے کیا تھا۔ اس وقت جب وزیر اعظم لاہور میں تھے انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے پہلے ہی وزیر اعظم کو صورت حال سے مطلع کر دیا ہے۔ اور انہیں بتایا گیا ہے۔ کہ کوئی فارمولا وضع کر لیا جائے گا۔

س:۔ آپ نے اپنے ۳ فروری کے خط میں جو آپ نے تحریری بیان کے ساتھ منسلک ہے۔ کہا ہے۔ کہ عوام نے احرار کی تحریک میں دلچسپی لینا ترک کر دی ہے کیونکہ اب ان کے سامنے زیادہ اہم مسائل ہیں۔ اس سے آپ کی کیا مراد تھی؟ ج:۔ میرا مطلب اس سے یہ تھا کہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ نے زیادہ اہم مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ اور پڑھا لکھا طبقہ احرار کے ساتھ نہیں ہے۔

کراچی ۲۰ دسمبر۔ پاکستان مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری ... نے ... آل انڈیا مسلم لیگ اور ... لیڈروں کے نام ایک تار میں مالابار کے مقام ... میں جو فرقہ وارانہ فسادات ... تشویش کیلئے ... اور گورنر سے اپیل

دس پاروں کے اسباق القرآن ترجمہ
(۱) امام المتقین (۲) نجات المسلمین (۳) تحوک مہدی (۴) چھٹی مسیح چار دس اڑھائی روپیہ ... فقر احمدیہ پار دو آنے۔ علاوہ محصول تمام کتب فروشوں سے ملیں گی۔
المشتہر: قریشی محمد اکمل ربوہ

پاکستان نے ہندوستان روس اور افغانستان کی اعصابی جنگ کو ناکام بنا دیا

کراچی ۲۰ دسمبر۔ امریکہ کی طرف سے پاکستان کی مجوزہ فوجی امداد کے خلاف بھارت نے مخالفت کا جو طوفان برپا کر رکھا ہے آج کراچی میں اس کی شدید مذمت کی گئی۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں شریک ہونے والے پاکستانی وفد کے ایک رکن حکیم محمد حسن نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بین الاقوامی قانون کے مطابق پاکستان کو ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے اپنی دفاعی طاقت بڑھانے اور اس غرض کے لئے اپنے دوست ممالک سے امداد قبول کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ یہ ایسا عمل اختیار کرنے کے لئے وہ کسی غیر یا ہمسایہ ملک کی اجازت یا منظوری حاصل کرنے کا مکلف بھی نہیں۔ پاکستان اپنے گھر کے ... سے مرعوب ہونے اور اپنے دفاعی استحکام کے سلسلہ میں اس قسم کی باتوں کو قبول کرنے پر ہرگز مجبور نہیں ہے نہ اپنی طاقت بڑھانے کے لئے وہ اپنے ہمسایہ ممالک کی اجازت اور منظوری حاصل کرنے کا پابند ہے۔ کوئی ملک جنوبی مشرقی ایشیا کی خود ساختہ قیادت کا لبادہ پہن کر اس علاقہ کے دوسرے ملکوں کی قیادت اور ترجمانی کا دعویدار نہیں بن سکتا۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

امریکی فوجی امداد کے متعلق پاکستان کے خلاف بھارتیوں کے جذبات کو مشتعل کرنا نا ممکن ہوگا

پاکستان اور بھارت کے خوشگوار تعلقات بگاڑنا نہیں چاہتے۔ پرجا سوشلسٹ لیڈر کا کانگریس پر الزام

دہلی ۱۸ دسمبر۔ پرجا سوشلسٹ لیڈروں نے بھارتی حکومت کو انتباہ کیا ہے۔ کہ اگر پاکستان اور امریکہ کی فوجی ... کے خلاف بھارتیوں کے جذبات کو مشتعل کیا گیا۔ تو بھارت میں بہت بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فسادات شروع ہو جائیں گے۔ کانگریس کے جنرل سیکرٹری نے پاکستان اور امریکہ کے بینہ فوجی معاہدے کے خلاف بھارتی رائے عامہ منظم کرنے کے لئے جو سرکلر جاری کیا ہے۔ اس پر دو ممتاز پرجا سوشلسٹ لیڈروں مسٹر اشوک مہتہ اور ڈاکٹر رام منوہر لوہیا نے شدید نکتہ چینی کی ہے۔ ڈاکٹر لوہیا نے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ بھارتی حکومت نے ... چھپانے کے لئے بینہ معاہدے کے خلاف لوگوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی ہے۔ بھارت کے لوگوں کو اس جنون اور اشتعال انگیزی سے ہر حالت میں بچنا چاہیئے۔ مسٹر اشوک مہتہ نے کہا ہے۔ کہ کانگریس پارٹی عوام کے جذبات کو مشتعل کر کے بڑی بھاری غلطی کر رہی ہے۔ اس قسم کی اشتعال انگیزی سے بھارت اور پاکستان کے درمیان خیر سگالی کا جذبہ تباہ ہو جائے گا۔ پاکستان کے خلاف جذبات بھڑکانے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بھارت میں مسلمانوں کے خلاف بڑے پیمانے پر فسادات شروع ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر لوہیا نے کہا ہے۔ کہ کانگریس نے مسلمانوں کی اس نفرت علیحدگی کا بیج بویا ہے۔ جس کا ثبوت علیگڑھ مسلم کنونشن کامیاب رہا۔ تو اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں۔ جو مسلمانوں کے احد محافظ بن بیٹھے۔ گاندھی کی موت کے بعد ہندو مسلمانوں کو واحد قوم بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی

پاکستان کے خلاف امریکہ میں مہم

نیو یارک کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ پاکستان کو فوجی امداد دینے سے امریکہ کو باز رکھنے کے لئے انڈیا لیگ نے امریکہ میں مہم شروع کر دی ہے۔ لیگ کے صدر جے جے سنگھ نے کہا ہے۔ کہ پاکستان کو دی ہوئی فوجی امداد آخر میں امریکہ کے گلے پڑ جائے گی۔ اگر روس افغانستان اور درہ خیبر کے راستے پاکستان پر حملہ کرے تو امریکہ کی فوجی طاقت اسے نہ روک سکے گی۔ اور روس کی ہوائی طاقت آنا فانا پاکستان کی طاقت کو ختم کر دے گی۔

اس کا بھارت پر بھی اثر پڑے گا۔ اسی لئے بھارت پاکستان کے لئے امریکی فوجی امداد کی مخالفت کر رہا ہے بھارت پاکستان کیلئے امریکی اقتصادی امداد کا مخالف نہیں ہے تاکہ اس کی اقتصادی حالت مضبوط ہو جائے اور فوجی انقلاب ...

پاکستان نے اعصابی جنگ کو ناکام بنا دیا ہے

(بقیہ صفحہ ۱)

حکومت ... کے جنرل سیکرٹری مسٹر صالح علیہ نے کہا ہے۔ کہ اگر امریکہ نے پاکستان کو فوجی امداد دی تو اس کے چار فائدے ہوں گے۔ اول یہ کہ مسلح پاکستان امن کے لئے ایک یقینی ضمانت ہوگا۔ دوم یہ کہ پاکستان کا کروڑہا روپے کے زرمبادلہ کا دفاعی خرچ بچ جائے گا۔ سوم یہ کہ اس بجٹ کو قومی تعمیر و ترقی کی اسکیموں پر آزادی سے خرچ کیا جا سکے گا۔ چہارم یہ کہ مضبوط پاکستان بھارت کی مفت حفاظت کرے گا۔

کشمیر کسان مزدور کانفرنس کے صدر مسٹر عبد السلام یاتو نے ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ بھارت ویسے تو امن کا بڑا دعویدار ہے۔ لیکن اس نے پاکستان کی دوستانہ پیشکش کو لبیک نہیں کہا۔ کشمیر کے معاملہ میں وہ ہٹ دھرمی سے کام لیتا رہا ہے۔ اور استصواب رائے عامہ کو برابر روک رہا ہے۔ اس پس منظر سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ طاقت کے توازن میں تبدیلی ہونے سے بھارت اس قدر پریشان کیوں ہے۔ مضبوط پاکستان اپنے تمام جھگڑوں میں بھارت کے ساتھ مساوی حیثیت سے بات کرے گا۔ یہی وہ بات ہے جس سے بھارت بچنا چاہتا ہے۔ البتہ اگر پاکستان غیر جانبدارانہ استصواب رائے کا مطالبہ ترک کر دے تو پھر بھارت کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ کراچی کے سیاسی حلقوں نے وزیر اعظم پاکستان کی پریس کانفرنس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس طرح انہوں نے ہندوستان، روس، چین اور افغانستان کی اعصابی جنگ کو ناکام بنا دیا ہے۔

اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل عنقریب پاکستان آئیں گے

کراچی ۱۹ دسمبر۔ اقوام متحدہ کے مرکز اطلاعات برائے پاکستان کے ڈائرکٹر آغا محمود اشرف نے جو گذشتہ روز اقوام متحدہ کے صدر مقام سے کراچی آئے ہیں۔ بتایا ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مستقبل قریب میں پاکستان کے دورے پر آنے والے ہیں۔

ڈاکٹر خان صاحب کا نام ووٹروں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا

لاہور ۱۹ دسمبر۔ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ سردار عبد الرشید نے یہاں انکشاف کیا ہے۔ کہ مرکزی حکومت بنگال ریگولیشن مجریہ ۱۸۱۸ء کو منسوخ کرنے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب کا نام صوبہ میں ووٹروں کی فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ سرحد اسمبلی کے آئندہ انتخاب میں بطور امیدوار حصہ لے سکیں گے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حکومت سرحد ... سیفٹی ایکٹ میں ترمیم کرنے کے سوال پر بھی غور کر رہی ہے۔ سرحد سیفٹی ایکٹ میں ترمیم قریب قریب اس بنیاد پر ہوگی جس کی بنیاد پر حکومت پنجاب نے سیفٹی ایکٹ میں ترمیم کی ہے

پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کی ملاقات جنوری کے آخر یا فروری کے اوائل میں ہوگی

پاکستان کی طرف سے کشمیر کی فوجی مشاورتی کمیٹی کے ناموں کا اعلان!

کراچی ۲۰ دسمبر۔ ۲۱ دسمبر کو نئی دہلی میں مسئلہ کشمیر پر وزرائے اعظم کے سمجھوتہ کے مطابق بھارت اور پاکستان کے فوجی اور سول افسروں کی کمیٹیوں کا اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ اس میں پاکستانی کمیٹی کی قیادت کیبنٹ سیکرٹری مسٹر عزیز احمد کریں گے۔ یہ کمیٹی وزارت خارجہ کے جوائنٹ سیکرٹری مسٹر ایم ایوب، وزارت امور کشمیر کے ڈپٹی سیکرٹری مسٹر آفتاب احمد خان اور فوجی مشیران میجر جنرل شیخ ... لفٹیننٹ اقبال پر مشتمل ہوگی۔ واضح رہے کہ کراچی اور دہلی میں وزرائے اعظم کی ملاقاتوں کے بعد جو مشترکہ بیان شائع کیا گیا تھا کہ دونوں وزرائے اعظم اس امر پر متفق ہو گئے ہیں۔ کہ ناظم رائے شماری کو اپریل ۱۹۵۴ء تک کشمیر میں غیر جانبدارانہ استصواب کرانے کے لئے اپنے عہدہ کا چارج سنبھال لینا چاہیئے۔ نیز یہ کہ ان کا عہدہ سنبھالنے سے قبل چند ابتدائی امور کا تصفیہ ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ ناظم رائے شماری استصواب کرانے کے متعلق مزید اقدامات کر سکیں۔ اس سلسلہ میں دونوں ملکوں کے درمیان بعض چیزوں کی بنا پر مزید گفت و شنید ہو سکی خاص طور پر استصواب کے موقع پر کشمیر سے فوجوں کی ... ایسی کے سوال پر کوئی متفقہ رائے قائم نہ کی جا سکی۔ اور یہ طے پایا تھا کہ اس سوال کو وزرائے اعظم دوبارہ ملاقات کر کے کوئی تصفیہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اس عرصہ میں وزرائے اعظم کو مشورہ دینے کے لئے فوجی اور سول افسروں کی کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ وزیر اعظم محمد علی نے کل اپنی پریس کانفرنس میں اعلان کیا تھا کہ بھارت اور پاکستان کی فوجی کمیٹیوں کا اجلاس ۲۱ دسمبر سے دہلی میں شروع ہو رہا ہے۔ حکومت ہند نے اس سے قبل اعلان کر دیا تھا کہ اس کی طرف سے گفتگو وزارت امور کشمیر کے سیکرٹری مسٹر وشنو سہائے، تعلقات دولت مشترکہ کی وزارت کے نامزد سیکرٹری مسٹر ایم ڈیسائی، وزارت دفاع کے جوائنٹ سیکرٹری مسٹر وی ٹی مینکر، بریگیڈیئر مانک شاہ اور ان کے علاوہ دو فوجی افسران گفتگو میں حصہ لیں گے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان نے اطلاع دی ہے کہ پاکستان اور بھارت کے ماہرین کشمیر کی کمیٹیاں ۲۱ دسمبر سے دہلی میں اور بعد میں کراچی میں اپنے اجلاس شروع کریں گی۔ توقع ہے کہ اس سلسلہ میں دونوں وزرائے اعظم کو قطعی مشورہ دینے سے قبل ان کمیٹیوں کی دو تین نشستیں ہوں گی اور ان کمیٹیوں کی کارروائی ختم ہونے کے بعد آئندہ ماہ کے آخر یا فروری کے اوائل میں پاکستان اور بھارت کے وزرائے اعظم کی باہمی ملاقات ہوگی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس دہلی میں منعقد ... میں کشمیر کے نائب وزیر اعظم بھی حصہ لیں گے۔

تونس کی تحریک آزادی کے لیڈر کو ویران جزیرہ میں مقید رکھا گیا ہے

کراچی ۱۸ دسمبر۔ تونس کے وفد متعینہ پاکستان نے کراچی میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے۔ کہ تونس کی تحریک آزادی کے لیڈر حبیب بورقیبہ کو شمالی تونس کے ایک ویران اور غیر آباد (باقی صفحہ ۳)

صدر ترکی جلال بایار ۲۷ جنوری کو امریکہ پہنچیں گے

واشنگٹن ۱۹ دسمبر۔ امریکی حکام نے بتایا ہے۔ کہ صدر جمہوریہ ترکیہ جلال بایار اپنی بیگم کے ساتھ ۲۷ جنوری ۱۹۵۴ء کو صدر امریکہ اور مسز آئزن ہاور کے وائٹ ہاؤس میں ایک شب مہمان ہوں گے۔ چونکہ صدر ترکی جلال بایار صرف ترکی زبان جانتے ہیں۔ اس لئے وائٹ ہاؤس میں پہلی بار ترکی زبان سرکاری طور پر بولی جائے گی۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ جلال بایار اپنا ایک خاص مترجم ساتھ لا رہے ہیں۔ جو ترکی سے انگریزی زبان میں ترجمہ کرے گا۔

بیریا پر مسلم جمہوری جماعت کی حمایت کرنے کا الزام

نیو یارک ۱۸ دسمبر۔ نیو یارک ٹائمز کے ہیری شوارٹز نے جو روسی امور کے ماہر ہیں لکھا ہے۔ کہ حکومت روس نے بیریا پر جو الزامات لگائے ہیں۔ ان میں ایک الزام یہ ہے کہ انہوں نے ایک زمانہ میں ایک جمہوری مسلم جماعت کے لئے کام کیا تھا۔ یہ وہ الزامات ہیں جن کا انکشاف سرکاری استغاثہ میں بدھ کے دن ماسکو میں کیا گیا ہے۔ استغاثہ کے مطابق بیریا پر الزام یہ ہے۔ کہ ۱۹۱۹ء میں بیریا نے باکو میں آذربائیجان کی انقلاب دشمن مساواتی حکومت کے محکمہ جاسوسی میں کام کر کے غداری کا ارتکاب کیا۔ شوارٹز نے لکھا ہے۔ کہ مساوات پارٹی ایک مسلم سیاسی پارٹی تھی۔ جس نے ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۰ء تک آذربائیجان پر حکومت کی۔ اس کی حکومت کا کمیونسٹ فوجوں نے تختہ پلٹ دیا۔

جزیرہ میں مقید رکھا گیا ہے۔ جو نہایت خستہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ کو اپنے شوہر سے ملنے کی اجازت دی گئی ہے۔ پیرس کے ایک اخبار میں لکھا ہے۔ کہ وہ بدستور نہایت خستہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور کوئی اصلاح نہیں کی گئی ہے۔ حبیب بورقیبہ کو ایک ایسے ویران جزیرہ میں مقید رکھا گیا ہے جہاں آبادی نہیں ہے۔